Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 31, Sr.No.78, 2010, pp 189 - 214

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۱، جنوری۔مارچ ۲۰۱۰ء، شمارہ ۷۸

پاکستان میں عورتوں کے حق وراثت سے محرومی کا مسئلہ
عصری اور شرعی حوالے سے ایک تحقیقی جائزہ

☆ارشد منیر لغاری
☆☆ڈاکٹر محمد حماد لکھوی

وراثت کا لغوی مفہوم :

وَرِثَ یَرِثُ وِرثاً وَورثاً وتراثاً فلاناً کے معنی ہیں

انتقل الیه مال فلانٍ بعد وفاته.

(فلاں کا مال اس کی وفات کے بعد اس کی طرف منتقل ہوا)

اسی سے میراث ہے جس کا مطلب ہے ''ترکۃ المیت'' یعنی میت کا چھوڑا ہوا مال۔[1]

وراثت کا لفظ "ارث" سے مشتق ہے ارث کے لغوی معنی "بقیہ شئی" کے ہیں۔چنانچہ وارث کو وارث اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مورث کی موت کے بعد باقی رہتا ہے۔اس لیے خدا کا ایک نام "الوارث" بھی ہے، کیونکہ وہ قائم مخلوقات کی فنا کے بعد باقی رہے گا،اور لوگ جو کچھ چھوڑیں گے اُن سب کا مالک ہوگا۔[2]

چنانچہ "امام ابن منظور الافریقی" لکھتے ہیں:

الوارث صفة من صفات الله عزوجل وهوا لباقی الدائم الذی یرث الخلائق و یبقی بعد فنائهم والله عزوجل یرث الارض ومن علیها

☆ لیکچرار زرعی کالج ڈیرہ غازی خان
☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ اسلامیات، جامعہ پنجاب، لاہور

وھوخیر الو ار ثین ای یبقی بعد فناء الکل ویفنی من سوا ہ فیرجع ما کا ن ملک العبا د الیه وحده لا شریک له ویقال ورِثتُ فلاناً مالاً أرثه ورثاً وورثا اذا مات مورثک، فصار میراث لک.[۳]

الوارث اللہ عزوجل کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور باقی وقائم رہنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ زمین پر اور جو کچھ اس پر ہے سب کا وارث ہے اور وہ سب سے بہتر وارث ہے یعنی عمل فنا کے بعد باقی رہنے والا اور اس کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے اور بندوں کی تمام ملکیت اسی وحدہ لاشریک کی طرف لوٹنے والی ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب تیرا مورث مر جائے اور اُس کی میراث تیری ہو جائے۔

انوار اللغۃ کے مطابق:

" ورث یا اور ثة یا ور ثة یا و ر ثه یا تر ا ث " کا مطلب ہے ترکہ ملنا، ترا ث و میراث ترکہ: توریث وارث بنانا یعنی میت کے مال میں سے اس کو کچھ دلانا ،ایراث وارث بنانا ،تورث ایک دوسرے کا وارث ہونا ہے۔[۴]

امام راغب اصفہانی کہتے ہیں:

الوارثة والارث انتقال قفية الیک عن غیرک من غیر عقد ولا ما یجری مجری العقد وسعتی بذالک المنتقل عن المیت فیقال للغنیة المورو ثة میراث.[۵]

الوارثۃ والارث کے معنی عقد شرعی یا جو عقد کے قائم مقام ہے کے بغیر کسی چیز کے ایک شخص کی ملکیت سے نکل کر دوسرے کی ملکیت میں چلے جانے کے ہیں، اس میت کی طرف سے جو مال ورثا کی طرف منتقل ہوتا ہے، اس کو میراث کہا جاتا ہے۔

چنانچه قرآن مجید میں آتا هے .وَتَاْکُلُوْنَ التُّرَاثَ اَکْلًا لَّمًّا.[۶]

’’اورتم میراث کے سارے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔

محمد محی الدین عبدالحمید کے بقول:

لفظ میراث یطلق فی اللغة العربیة علی معنین: احدھما البقاء، ومنه سمی الله تعالی "الورث" ومعناہ الباقی، وما بینھما انتقال الشئی من قوم الی قومٍ آخرین۔ ۷

میراث کا لفظ لغت میں دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ان میں سے ایک بقا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کا نام وارث ہے اور اس کا مطلب ہے باقی رہنے والا، اور دوسرا معنی ایک شے کا ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل ہونا ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

قانون شریعت کی رو سے وراثت سے مراد کسی شخص کی وفات پر اس کے مال منقولہ و غیر منقولہ کی اس کے وارثوں کی طرف منتقلی ہے، جو حصول ملکیت کے جائز اور قانونی اسباب میں سے ایک قوی سبب ہے۔

محی الدین وراثت کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ میں وراثت کا اطلاق کسی شخص کا کسی شے کے مالک کی موت کے بعد اس پر مخصوص اسباب و شرائط کے ساتھ استحقاق پر ہوتا ہے۔عبداللہ بن محمود کے بقول:

وفی الشرع انتقال مال الفیر الی الفیر علی سبیل الخلافة۔ ۸

شرعی طور پر ایک شخص کے مال کا دوسرے کے حق میں بطریق خلافت منتقل ہونا وراثت کہلاتا ہے۔

بشیر احمد بگوی وراثت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وہ تمام جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ جو میت کی اپنی کمائی ہوئی ہو یا اس کو اپنے آباء و اجداد سے ملی ہو یا اُسے کسی اور متعلقہ یا غیر متعلقہ شخص سے تحفے کے طور پر ملی ہو اور میت اُسے چھوڑ کر مر جائے تو شرعاً اس کو ترکہ یا ورثہ یا مال وراثت یا میراث یا متروکہ جائیداد کہتے ہیں۔ ۹

الو راثة والا ر ث انتقال قضیة الملک عن غیر ک من غیر عقدو لا

ما یجری مجر ی العقدو وسمی بذا ک المنتقل عن المیت فیقا ل القضیة المو ر ثه میرا ث.۱۰

" الوارثۃ " کے معنی عقد شرعی یا جو عقد شرعی کے قائم ہے، کے بغیر کسی چیز کے ایک شخص کی ملکیت سے نکل کر دوسرے کی ملکیت میں چلے جانے کے ہیں۔اس سے میت کی طرف سے جو مال ورثاء کی طرف منتقل ہوتا ہے اس کو میراث کہا جاتا ہے۔

عورتوں کے حق وراثت کی صورت حال کا جائزہ پاکستان کے مختلف صوبوں میں مختلف ہے۔مثلاً

صوبہ پنجاب:

اگر تمام بچے لڑکیاں ہوں تو غیر منقولہ جائیداد بہت کم اوقات عورتوں کے نام کی جاتی ہیں۔زمین اکثر چچا، تایا وغیرہ کے قبضے میں رہتی ہے۔لیکن زمین کے علاوہ لڑکیوں کا دوسری جائیداد پر ماں کا حصہ دینے کے بعد حق تسلیم کیا جاتا ہے۔کچھ علاقوں میں ماں کی زندگی میں لڑکیوں کو جائیداد میں حصہ نہیں دیا جاتا۔ملتان اور بہاولپور میں کہیں کہیں حق بخشوانا کی رسم موجود ہے۔اگر لڑکے بھی وارث ہوں تو بہن کا حصہ بھائی کے حصے کا نصف ہے۔لیکن عموماً بہنیں بھائیوں کے حق میں جائیداد کے حصے سے دستبردار ہو جاتی ہیں یا انھیں اس پر مجبور کیا جاتا ہے۔جنوبی پنجاب میں یہ بات تقریباً ناممکن ہے کہ بھائیوں کی موجودگی میں بہنوں کو جائیداد کا کوئی حصہ مل جائے۔۱۱

صوبہ سرحد:

عموماً غیر منقولہ جائیداد کا کوئی حصہ عورتوں کو نہیں ملتا۔ڈیرہ اسماعیل خاں، مردان، صوابی میں لڑکیوں کو کبھی کبھار منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کا حصہ مل جاتا ہے۔نکاح کے معاہدے میں دولہا اس جائیداد کا کچھ حصہ دلہن کے نام کر دیتا ہے جو وراثت میں ملنا ہوتی ہے۔بیٹیوں اور بہنوں کو زیورات اور گھر کے سامان میں حصہ دیا جا سکتا ہے۔

اگر لڑکے بھی وراث ہوں تو عموماً عورتیں زمین کی وارث نہیں بن سکتیں، باپ سے غیر منقولہ جائیداد بیٹیوں کے نام ہونے کی کوئی روایت نہیں۔۱۲

صوبہ سندھ:

عموماً عورتوں کو جائیداد کا کوئی حصّہ نہیں ملتا، عام خیال یہ ہے کہ عورتوں کو جائیداد کے عوض باپ کی طرف سے جہیز دیا جاتا ہے اردو بولنے والی امیر اور شہری خاندانوں میں بیٹیوں کو جائیداد میں حصے کے بدلے بہت بھاری جہیز دیا جاتا ہے

اگر عورتوں کو جائیداد کے حصے کی پیشکش کی جائے تو بھی وہ اِس سے دست بردار ہو جاتی ہیں ۔تھر کے علاقے میں عورتیں جائیداد کی وارث بن سکتی ہیں۔بڑے جاگیر دار گھرانوں میں " حق بخشوانے " کا رواج ہے ۔اگر لڑکے بھی موجود ہوں تو عورتوں کو زرعی زمین میں حصّہ نہیں دیا جاتا ۔کبھی کبھار نقد رقم یا گھر دے دیا جاتا ہے ۔

صوبہ بلوچستان :

عام طور پر خواتین کو جائیداد ورثے میں نہیں دی جاتی ۔کبھی کبھار عورتوں کو کچھ نقد رقم اور منقولہ جائیداد وغیرہ مل جاتی ہے۔قبائلی علاقوں کی خواتین جائیداد کی مکمل وارث نہیں بن سکتیں ۔اگر وارثوں میں صرف لڑکیاں ہوں تو ہزارہ جاتوں میں لڑکیاں جائیداد حاصل کر لیتی ہیں ۔لیکن اس پر عملی طور پر چچا،تایا وغیرہ کا قبضہ رہتا ہے۔ اگر عورتوں کو زمین بھی مل جائے تو یہ زمین ہمیشہ قبائلی علاقے سے باہر ہوتی ہے ۔

اگر لڑکے بھی وارث ہوں تو عموماً عورتوں کو جائیداد میں حصہ نہیں ملتا ۔ہزارہ جاتوں اور نو آبادلوگوں میں عورتوں کو جائیداد میں حصہ مل جاتا ہے ۔لیکن یہ بات سماجی طور قابل قبول نہیں سمجھی جاتی اور عورتیں عموماً جائیداد سے دست بردار ہو جاتی ہیں ۔۱۳

چند واقعات وراثت:

ایام قدیم میں بلوچ قبائل میں عورت کو جائیداد میں حصہ نہ دینے کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی تھی کہ اُن کے نزدیک زمین بزورِ شمشیر حاصل کی جاتی ہیں اور عورت نے اس میں کوئی کردار ادا نہیں کیا ہوتا ۔ بلوچوں کے پاس کوئی تحریری قانون نہ تھا وہ رسم ورواج کے پابند تھے سردار قبیلہ اپنے فیصلوں میں اسلاف کے فیصلوں کو مدنظر رکھے ہوئے تھے ۔اس طرح ایک رواجی دستور معر

ض موجود میں آیا۔اس قانون کی رو سے عورت کو غیر منقولہ جائیداد میں وراثت کا حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ ان کے بقول یہ جائیدادیں انھیں فوجی خدمات کے صلہ میں ملا کرتی تھیں ۔اگر عورتوں کو جائیداد میں ورثہ دیا جاتا تو فوجی نظام میں گڑبڑ کا احتمال تھا۔[۱۴]

ان بلوچ قبائل کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں دو قبیلے حکانی اور لنڈ (شادن لنڈ) خواتین کو جائیداد میں حصّہ دیتے تھے باقی قبائل میں کہیں بھی ایسی روایات نہیں ملتی کہ خواتین کو جائیداد میں حصّہ دیا گیا ہو البتہ اگر کسی نے اپنی مرضی سے حصّہ دیا ہو تو یہ علیحدہ بات ہے۔

پنجاب کے بلوچ قبائل کے علاوہ شہری خاندانوں میں بھی قیام پاکستان کے بعد خواتین کو شرعی قانون وراثت کے مطابق کچھ حد تک جائیداد میں حصّہ دینا شروع کر دیا گیا۔ ذیل میں وراثت سے متعلق چند واقعات درج ہیں۔

۱۔ جب محمد حسین کا انتقال ہوا تو اسکی آٹھ بیٹیاں تھیں اور کوئی بیٹا نہیں تھا۔وہ قیمتی زرعی اراضی، مکان اور کافی جائیداد بھی چھوڑ گیا۔اسکی وفات کے بعد اسکی بیٹی زبیدہ نے بطور سرپرست تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ زبیدہ کے حقیقی چچا خادم حسین اور اس کے بیٹے نیاز احمد نے زبیدہ پر بہت دباؤ ڈالا کہ وہ ان کے رشتے دار سے شادی کرلے۔جب اس نے انکار کر دیا تو انھوں نے مقامی ایم۔این۔اے۔کی مدد سے محمد حسین کی جائیداد پر زبردستی قبضہ کر لیا اور اس کی تین بیٹیوں کو یرغمال بنالیا۔ان کے ماموں محبوب علی کا تعلق ضلع قصور کے شہر پتوکی سے تھا۔انھوں نے لاہور ہائی کورٹ میں ان کو آزاد کرانے کے لیے تحریری درخواست دائر کر دی۔لاہور ہائی کورٹ کی جانب سے مقرر کردہ بیلف (عدالتی اہلکار) زبیدہ اور ثمینہ کو خادم حسین اور نیاز احمد سے دیپال پور واپس لانے میں کامیاب ہوگیا۔ہائی کورٹ نے انھیں تیسری بیٹی سلمہ کو بھی واپس بھیجنے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ان پر اغوا کا مقدمہ دائر کر دیا جائے گا۔[۱۵]

۲۔ اکبری بی بی اور اسکی دو بیٹیوں شہناز اور رضیہ کو کمالیہ میں اس کے تین بیٹوں نے کلہاڑے سے قتل کر دیا۔ بیٹیوں نے باپ کی جائیداد میں سے ماں اور بہنوں کا حصہ مانگا تھا۔اور جب انھوں نے انکار کر دیا تو انھیں کلہاڑا مار کر قتل کر دیا۔کمالیہ کی پولیس نے بیٹوں کے خلاف تہرے قتل کا پرچہ کاٹ لیا۔[۱۶]

۳۔ سوات کا پختون حضرت جمال جب دو سال پہلے انتقال کر گیا تو پیچھے ایک بیوہ ،دو بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑ گیا۔ اس کے دونوں بیٹوں نے ایک جھوٹے مختار نامے کی مدد سے باپ کی جائیداد اپنے نام منتقل کرالی۔ اس کی ایک بیٹی نے اپنے بھائیوں کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا کہ انھوں نے اس کو اسکی ماں اور بہنوں کو باپ کی وراثت میں سے جائز حق سے محروم کر دیا ہے۔ مینگورہ میں ڈپٹی کمشنر کے پاس ایسے معاملات طے کرنے کا اختیار موجود ہے۔اس نے بیٹی کی درخواست قبول کر لی اور حکم دیا کہ جائیداد شریعت کے مطابق تقسیم کی جائے اس طرح تمام بیٹیوں اور ان کی ماں کو جائیداد میں سے اپنا حصّہ مل گیا۔ ۱۷

۴۔ پنجاب کے علاقے شاہ کوٹ میں باپ کے انتقال کے بعد کسی وجہ سے بہن بھائی کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ اس کے بعد بہن نے باپ کی جائیداد میں سے حصّہ مانگا اور عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ بھائی نے اپنی بیوی کو بہن ظاہر کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ اُس کی بہن نے اپنی مرضی سے جائیداد اُس کے حق میں کر دی تھی۔ جب بہن نے دھمکی دی کہ وہ عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل کرے گی تو خاندان والوں نے اُس پر دباؤ ڈالا کہ وہ ایسا نہ کرے اس کی بجائے اُن کے دخل دینے پر بہن بھائی کا عدالت سے باہر فیصلہ ہو گیا۔ بھائی نے بہن کو جائیداد کے بدلے ایک لاکھ روپے ادا کر دیئے۔ ۱۸

۵۔ مردان۔ ضلعی گروپ کی کوششوں سے چار خواتین نے حق وراثت سے محروم کیے جانے پر اپنے بھائی کے خلاف سول جج کی عدالت میں کیس داخل کر دیا۔مسمات راحیلہ ،بہار ،رابعہ،اور عقیلہ بیگم کے بھائی بہرام نے اپنے والد کی بیماری کے دوران اس سے جائیداد کے کاغذات پر انگوٹھا لگوا کر بہنوں کا حصہ بھی اپنے نام کروا لیا اور جب انھوں نے حصہ کی زمین کا مطالبہ کیا تو بہرام خان نے انھیں حصہ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ والد نے اپنی ساری جائیداد اس کے نام کر دی تھی۔متاثرہ خواتین میں سے ایک خاتون بہار بیگم نے اپنے بیٹے کی وساطت سے اس زیادتی کے خلاف کور گروپ سے رابطہ قائم کیا ،جس نے اُنھیں سول جج کی عدالت میں کیس دائر کرنے کا مشورہ دیا۔ ۱۹

میراث کی تقسیم کے بارے میں مختلف آراء کا جائزہ:

پاکستان کے علاقوں میں عورتوں میں وراثت کی تقسیم کی صورت حال بھی ایسی ہی ہے جیسی مجموعی طور پر عورت کی صورت حال ہے۔ بہت ہی کم لوگوں یا خاندانوں کے سوا اکثر لوگ خواتین کو ان کے حق وراثت سے محروم رکھتے ہیں۔ مظہرالحق خان بھی اپنی تحقیق میں ایسا ہی سمجھتے ہیں

> It is a great tragedy of our society that women has not a just place in it.Excepting a few cultured and polite families,in all others,she is not at all treated well.This particularly so in matters of inheritance and property.[۲۰]
>
> یہ ہمارے معاشرے کا عظیم المیہ ہے کہ اسمیں عورت کے لیے کوئی جگہ نہیں، سوائے چند مہذب اور شائستہ خاندانوں کے، وہ ہر جگہ بدسلوکی کا شکار ہے، جائیداد اور وراثت میں تو یہ رویہ خاص طور پر موجود ہے۔

عورتوں میں وراثت کی تقسیم سے متعلق رابعہ بتول کہتی ہیں کہ ہمارے ہاں پدری سسٹم حاوی ہے۔ ہمارے خاندان میں شروع سے سینکڑوں مربعوں کی صورت میں زمین میں اضافہ ہوتا آ رہا ہے۔ مگر ہمارے خاندان میں آج تک کسی کو وراثت نہیں دی گئی۔ ہمارے آبا واجداد کے زمانے سے یہ رواج چلا آ رہا ہے کہ وراثت صرف بیٹوں کو دی جاتی ہے۔ خود میرے والد صاحب جو کہ بہت بڑے زمین دار ہیں ان کا کہنا ہے کہ اگر ہم اپنی مرضی سے اولاد کو جائیداد سے عاق کر سکتے ہیں تو ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم اپنی مرضی سے جائیداد کو جیسے چاہیں تقسیم کریں۔ چاہے بیٹوں کو دیں یا نہ دیں کیونکہ یہ زمین و جائیداد وغیرہ ہم بڑی مشکل سے حاصل کرتے ہیں ہاں اگر ہم زندہ نہ رہیں تو ہماری بچی ہوئی جائیداد کی لڑکی مالک بن سکتی ہے۔ مگر وہ صرف ایسا کہتے ہیں کیونکہ وہ تو اپنی زندگی میں جائیداد بیٹوں کے نام کر دیتے ہیں۔ کچھ چھوڑتے بھی نہیں کہ ان کے بعد بیٹیوں کو ملے۔ ہمارے پر دادا نے بیٹوں کو وراثت دی پھر میرے دادا نے بھی صرف بیٹوں کو جائیداد دی ہے اور اب میرے ابو نے بھی تقریباً آدھی سے زیادہ زمین میرے بھائیوں کے نام کر دی ہے، اور باقی

زمین بھی کرنے والے ہیں اور بیٹیوں کو ورثہ میں سے کچھ نہ دینے کا جو دستور شروع سے چلا آرہا ہے وہ قائم ودائم ہے۔۲۱

حق وراثت سے محروم کر دینے والی عزیز مائی کہتی ہیں کہ ہم تین بہنیں ہیں۔عائشہ مائی، عزیز مائی اور رحمت مائی اور ہمارا بھائی خدا بخش ہے۔خدا بخش نے ہم تینوں بہنوں کو زمین میں سے کوئی وراثت نہیں دی ہے۔بلکہ اپنے بیٹوں کے نام کر دی ہے۔ ہماری شادیاں جہاں ہوئی ہیں وہ لوگ کوئی اتنے بھی کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق نہیں رکھتے اس لیے ہمیں ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ ہم بھائی سے اپنا حصہ مانگیں اور کچھ نہیں تو کم از کم گندم تو اپنے حصے کی زمین سے آجائے گی اور اس مہنگائی کے دور میں کچھ بوجھ کم ہوگا۔مگر بھائی نے بالکل بات نہیں مانی حتیٰ کہ ہماری بہن رحمت بی بی جس کی شادی گاؤں میں وہیں بھائی کے گھر کے پاس ہی ہوئی تھی اور اسکی اولاد نہیں تھی اس کے جانور بھی بھائی اور بھتیجوں نے بیچ کھائے۔آج ہم بوڑھی ہو چکی ہیں زندگی میں جیسے بھی حالات پیش آئے اُس نے کبھی ترس نہیں کھایا اور نہ ہی مالی امداد کی اور ساری زمین بھائی کے بیٹوں نے سنبھالی ہوئی ہیں۔۲۲

بزدار قبیلے کی ایک لڑکی نادیہ سعید کہتی ہیں کہ بزدار قبیلے میں لڑکیوں کو وراثت بالکل نہیں دی جاتی۔ پڑھاتے ہیں لکھاتے ہیں ،اچھا جہیز دیتے ہیں مگر نسلوں سے یہ بات چلی آرہی ہے کہ لڑکیوں کو وراثت سے باہر سمجھا جاتا ہے اور اب ہر لڑکی نے اس بات کو ذہن میں بٹھا لیا کہ وراثت میں انکا کوئی حق نہیں اور نہ ہی وراثت انھیں ملے گی۔۲۳

اس کے برعکس کچھ ایسے واقعات بھی موجود ہیں۔جن میں یہ بات سامنے آتی ہے۔کہ کچھ لوگ بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت ضرور دیتے ہیں۔سابق گورنر پنجاب اور موجودہ سینئر مشیر وزیراعلی پنجاب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کے مطابق خواتین کو وراثت ضرور ملنی چاہیے۔ ہمارے علاقے میں یہ رُحجان ہے کہ خواتین کو واقعی وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ میں پہلا شخص ہوں جس نے چچاؤں کو مجبور کیا کہ وہ بھی اپنی بیٹیوں کو جائیداد میں سے حصّہ ضرور دیں۔میں نے دیکھا ہے کہ اکثر قبائل میں یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کی وراثت تو تسلیم ہی نہیں کی جاتی اور لڑکوں میں سب سے بڑا لڑکا ساری جائیداد کا وراث ہوتا ہے۔یہ بالکل اچھا رواج نہیں ہے۔ہمارے قبیلے میں بھی یہ رواج رائج

تھا مگر میں نے اسے توڑا ہے۔۲۴

گورنمنٹ بوائز ہائی سکول سوکڑ تحصیل تونسہ کے ایس ۔ایس ۔ٹی ۔ٹیچر رب نواز خان کہتے ہیں کہ میری دو بہنیں ہیں اور میں ایک بھائی ہوں۔ اگرچہ میری بہنوں کی شادیاں نہایت ہی اچھے کھاتے پیتے گھرانے میں ہوئی ہیں۔ اُنھیں کسی چیز کی کمی نہیں ۔مگر میں نے زمین میں اُن کا جو حصہ بنتا تھا، دے دیا ہے اور ہمارے علاقے میں رواج ہے کہ جو بہنیں وراثت میں حصہ لے لیتی ہیں۔ وہ عیدی کی حقدار نہیں سمجھی جاتی مگر میں ہر عید پر بہنوں سے ملنے جاتا ہوں انھیں عیدی دیتا ہوں اور فصل کے موسم میں بھی انھیں کپڑے وغیرہ خرید کر دیتا ہوں ۔وراثت درحقیقت عورتوں کا اسلامی و قانونی حق ہے، جو میرے خیال میں انھیں ملنا چاہیے۔۲۵

گورنمنٹ بوائز ہائی سکول بوہڑ کے سنیئر ہیڈ ماسٹر نور محمد گاڈی کا کہنا ہے کہ ہم پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ جب تک ہم نے وراثت بہنوں کے نام منتقل نہیں کی تھی ہم بھائیوں کی جو بھی پیداوار ہوتی تھی ۔مثلاً گندم، جو وغیرہ ہم اس میں سے بہنوں کا حصہ نکال کر انھیں دیتے تھے۔مگر اب ہم نے ان کا حصّہ انھیں دے دیا ہے۔خود اپنی تین بیٹیاں ہیں۔جن کے میں نے علیحدہ علیحدہ پلاٹ خرید کر ان کے نام کر رکھے ہیں۔شادی شدہ بیٹی کو پلاٹ دے دیا ہے۔ اور انشاء اللہ وراثت کی تقسیم کے وقت زمینوں سے انکا حصّہ انھیں ضرور دوں گا۔۲۶

وراثت دینے کے متعلق داجل کی کوثر یاسمین کا کہنا ہے ہم لوگ چھ بہنیں اور ایک بھائی ہیں۔میرے ابو نے ہم سب بہنوں کو حصّہ دیا مگر ہم نے اپنے بھائی کو دے دیا میرے ابو اور چچا 4 بھائی ہیں ۔ان کی ایک بہن تھی ، چچاؤں اور ابو نے بہن کو بھی جائیداد میں سے حصّہ دیا تھا۔۲۷

افیراں مائی کہتی ہے کہ میں پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن ہوں میرے بھائی مجھے جائیداد دینے کے لیے تیار ہیں حتٰی کہ انھوں نے زمینوں پر اگر 5 گھر بنائے ہیں تو میرے لیے چھٹے گھر کے لیے جگہ چھوڑ دی ہے ۔مگر میں نے انھیں معاف کر دیا ہے۔ میرے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے ۔میں نے ان سے کچھ نہیں لیا اور نہ ہی لوں گی۔۲۸

وراثت سے محرومی کی وجوہات

رسم و رواج:

عام طور پر یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ "جائیداد خاندان میں ہی رہے" اور عورتوں کے ذریعے خاندان سے باہر تقسیم نہ ہونے پائے اس وجہ سے روائیتی طور پر عورتوں (بیواؤں، بیٹیوں، بہنوں وغیرہ) کو جائیداد کے حق سے محروم رکھا گیا ہے۔ خاص طور پر یہ رد یہ غیر منقولہ جائیداد کے سلسلے میں شدت سے پایا جاتا ہے۔

اس رویے سے کئی ظالمانہ رسموں نے جنم لیا ہے۔ ان کی ایک مثال "حق بخشوانا" کی رسم ہے۔ ہمارے علاقے میں زرعی زمین میں حصہ نہ دینے کے کئی بہانے کئے جاتے ہیں ۔لوگوں کا کہنا ہے کہ باپ دادا کی جائیداد کو تقسیم کرنا انتہائی مشکل کام ہے۔ اس لیے زمینوں کا نظام کئی کئی نسلوں تک مشترکہ طور پر ہی چلایا جاتا ہے۔ اول تو بھائیوں کو ہی اپنا اپنا حصہ الگ نہیں کرنے دیا جاتا۔ بہنوں کے حصہ کی تقسیم کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر بہن کو حصہ مل بھی جائے تو اس کا نظام آخر کار اس کے شوہر کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ شوہر علاقے یا گاؤں میں اجنبی ہو اور اس کے زمین کا نظام سنبھالنے سے علاقے کے سماجی اور سیاسی توازن میں ہلچل پیدا ہوتی ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مقامی لوگوں کیساتھ اس کے خوشگوار تعلقات قائم نہ ہوسکیں اور اس کی وجہ سے وہ کاشتکاری کا کام تسلی سے نہ کرسکے (مثلاً پانی کی تقسیم وغیرہ) چنانچہ ایسی بہن کو ہمیشہ بھائیوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

جاگیردانہ نظام:

پاکستان میں آج تک جاگیردانہ نظام کے شکنجے مضبوط تر چلے آرہے ہیں جس میں مرد طاقت ور اور سربراہ خاندان کی شکل میں جبکہ عورت کمزور اور محکوم حیثیت میں پروان چڑھتی ہے، چنانچہ طاقت اور سربراہی کا نشہ اُسے مجبور کر دیتا ہے کہ وہ اپنی طاقت کا مرکز اور منبع یعنی زمین اور جائیداد کو تقسیم نہ کرے، یہی وجہ ہے کہ وہ عورت کو جبکہ وہ غیر کی ہو چکی ہو، کو کبھی بھی اپنی اس طاقت میں حصہ کا اختیار نہیں دیتا۔

زمین کے عوض دوسری چیزیں دینے کا رواج:

کچھ ایسی روایات موجود ہیں کہ جائیداد کی بجائے بہنوں کی دوسرے طریقوں سے جائیداد نہ دینے کی تلافی کر دی جاتی ہے مثال کے طور پر بھائی یہ ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ بہن کی بیٹی کے جہیز کا انتظام کرے گا۔ یا کم از کم اپنے بھانجے بھانجیوں کے لیے تحائف وغیرہ لاتا رہے گا اور ان کی پرورش میں بہن کی مدد کرے گا۔ بقول ظفر بلوچ کہ ہمارے ہاں وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا، بس جو کچھ شادی کے موقع پر دیدیا گیا وہی ان کا حق ہے۔[۲۹]

چنانچہ مختلف معاشی مسائل میں مردوں کی طرف سے اپنی عورت کی مدد کی بناء پر وراثت کے معاملات الجھنے سے بچ جاتے ہیں۔

نفسیاتی احساس برتری:

ہمارے معاشرے میں لڑکے اور لڑکی کی نشوونما اور تربیت ہی ایسے خطوط پر کی جاتی ہے کہ جس سے مرد احساس برتری اور عورت احساس کم تری کا شکار ہو جاتی ہے، پھر جہاں ایک طرف احساس برتری کا جذبہ ہوس پرستی کے سایے میں اپنے حقوق اور حدود سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے، وہاں دوسری طرف احساس کمتری کا خوف عورت کو اپنا حق تک وصول کرنے سے ڈراتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت اپنے حق کو کسی نہ کسی وجہ اور خوف کی بناء پر قربان کرتی چلی آتی ہے۔

جذبہ موٗدت:

یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت کا دل نرم ہوتا ہے اور وہ محبت اور الفت کا شاہکار ہوتی ہے، اسکی زندگی میں باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے کا رشتہ انمول بلکہ جان سے بھی عزیز ہوتا ہے، اُس کے لیے مذکورہ بالا رشتوں میں کسی قسم کا فساد اور دُکھ ناقابل برداشت ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی باپ، بھائی، شوہر یا بیٹے کی طرف سے اُس کی حق تلفی ہوتی ہے تو وہ مادی آفتوں سے زیادہ روحانی رشتوں کی توقیر کا خیال کرتے ہوئے قربانی کی مثالیں قائم کر دیتی ہے۔

شریعت اسلامیہ اور حق وراثت:

اسلام نے انسانوں کو جو عادلانہ نظام زندگی عطا فرمایا ہے اسکی خصوصیت میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں معاشرہ کے تمام افراد کی ضروریات اور ان کی حیثیات کا خیال رکھا گیا ہے۔اسلام معاشرے کے ہر ایک فرد کے ساتھ مکمل طور پر عدل وانصاف کرنے کا قائل بھی ہے اور اس کا متحرک ومؤید بھی۔

اسلام، جو انسان کے روحانی و مادی ارتقاء کمال کے لیے خود انسان کے خالق و مالک کا تجویز کردہ دستور العمل ہے، دوسرے تمدنی و معاشرتی مسائل کی طرح قانون وراثت کو بھی اس خوبی، جامعیت اور اختصار کے ساتھ مرتب کر کے پیش کرتا ہے کہ جہاں ایک طرف وہ دوران دولت کے بہترین اصولوں پر مبنی ہونے کے باعث ایک نہایت معتدل و متوازن اقتصادی نظام قائم کرتا ہے، وہاں وہ قریب قریب ہر قسم کے رشتہ داروں کے دعاوی وراثت کو اپنے اپنے موقع ومحل پر زیر نظر رکھ کر ایک ایسا معاشرہ تیار کرنا چاہتا ہے، جس کے افراد باہمی خیر خواہی و نفع رسانی کی بناء پر ایک مضبوط رشتے میں مربوط ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ علم الفرائض یعنی اسلامی قانون وراثت اسلام میں اہم مقام رکھتا ہے، خود قرآن حکیم نے فرائض کے جاری نہ کرنے پر سخت عذاب سے ڈرایا ہے چنانچہ سورہ نساء میں آیات میراث کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

> وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۔ ۳۰
>
> اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، اور اللہ کی قائم کردہ حدوں سے تجاوز کرے کرے گا تو اللہ اُسے آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن سزا ہوگی۔

قبل از اسلام عورت کا وراثت میں حصہ

قبل از اسلام معاشروں میں عورتوں کو وراثت میں جو حقوق حاصل تھے یا پھر اُن معاشروں میں عورتوں کے اس حق کی جتنی حق تلفی کی جاتی تھی اسکی ایک مختصر جھلک ذیل میں درج کی جاری ہے۔

ا۔رومی قانون میں عورت کا حق وراثت:

رومی قانون وراثت میں اگرچہ عورت کے وراثت کے حق کو تسلیم کیا گیا تھا لیکن بہت سی صورتوں میں اُس کی حق تلفی بھی کی جاتی تھی۔ مثال کے طور پر شادی شدہ بیٹیاں جو باپ کے اقتدار پدری کے تحت نہ ہوتیں تھیں اور اپنے خاوندوں کی مِلک نکاح میں ہوتی تھیں، محروم الارث تھیں۔[۳۱]

اسی طرح بیوی طبقات ورثا میں شامل نہ تھی تاہم اسکی ضروریات کی تکمیل کے لیے اس کو کچھ حصہ دیا جاتا تھا، بیوہ کی میراث کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے۔

> The surviving spouse stood outside the four classes of relatives. He or she was to succeed only if there was no relative at all. As long as any relative, no matter how remote, could be found, the family wealth was not to be diverted from the bloodline. But a widow's needs were ordinarily taken care of by the dowry, which, given to the husband, usually by her family, at the time of the marriage, was to be hers after the husband's death.[۳۲]

اسی طرح ہندو معاشرے میں بھی عورت جائیداد سے محروم نظر آتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسے ہندو معاشرے میں ہمیشہ سے کم تر درجہ دیا گیا ہے۔ سری پتی رائے لکھتے ہیں۔

> By a custom of the Family, if a person died without direct male issue, neither his wife, daughter or daughter's son can succed.[۳۳]

البتہ ان کو اپنے باپ کی جائیداد سے اپنی گزر اوقات کے لیے اور غیر شادی شدہ بیٹیوں کو شادی کے اخراجات لینے کا حق حاصل تھا۔ Julius لکھتا ہے:

The waves and daughters were without doubt originally entitled only to maintenace. The brothers have to provide for the marriage of their sisters in a mannners befitting their position.۳۴

ہندو قانون وراثت میں متبنٰی کو بھی وراثت کا حق دار ٹھہرایا گیا تھا اور وہ اپنے متبنّٰی گیرندہ باپ نیز اس کے باپ داد اور آبائی رشتہ داران بعید کا وارث ہونے کا مجاز تھا۔۳۵

ہندو قانون کی رو سے عورت درج ذیل چھ اشیا کی جائیداد کی مالکہ ہوسکتی ہے۔

1. What was given in the presence of nuptial fire.
2. What was given on the occasion of the bridal procession.
3. What was given in token of love.
4. What was received from a brother.
5. Mother
6. and father are considered as the six-fold separate properity of a married women.۳۶

یہودی قانون وراثت میں بیٹا وراثت کا اولین حقدار ہوتا تھا، اُس کی غیر موجودگی میں پوتا وراثت کا حقدار ہوتا تھا۔۳۷

چنانچہ بیٹی وراثت کی حقدار نہ تھی جبکہ بیٹے موجود ہوں، لیکن باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کو نفقہ کا حق حاصل تھا جب تک ان کی شادی نہ ہو جاتی۔۳۸

اسی طرح شوہر کی وفات پر بیوی کو اس کے ترکہ میں کوئی حق وراثت حاصل نہ تھا حتیٰ کہ اگر شوہر نے یہ شرط بھی مقرر کی ہو کہ وہ اس کی وارث ہو گی تو وہ شرط ہی باطل قرار پائے گی، البتہ بیوی اپنے شوہر کی جائیداد میں سے سامان زندگی حاصل کر سکتی تھی، جبکہ اس کے برعکس بیوی کی وفات پر اس کا شوہر اس کا اولین وارث قرار پاتا تھا، یہاں تک کہ بیوی کے قریبی رشتہ دار حتیٰ کہ اولاد بھی اس میں شریک نہ ہوتی تھی۔۳۹

جہاں تک عربوں کا نظام وراثت ہے تو بقول سید مودودی

> عربوں میں عورتوں اور بچوں کو میراث سے ویسے ہی محروم رکھا جاتا تھا اور لوگوں کا نظریہ اس باب میں یہ تھا کہ میراث کا حق صرف ان مردوں کو پہنچتا ہے جو لڑنے اور کنبے کی حفاظت کرنے کے قابل ہوں۔[۴۰]

ان حالات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی اشرف المخلوقات جنس پر احسان کیا اور آنحضرتؐ کی صورت میں ایک ایسا ہادی دیا کہ جس نے دنیا میں موجود اندھیروں کو اجالوں میں بدل دیا، اور اسلام کے نام پر ایسا نظام جاری کیا جو غریب و امیر، حاکم و محکم، طاقتور اور کمزور سب طبقوں کے لیے حقوق و فرائض کا معتدل نظام قرار پایا اسلام نے وراثت کے موضوع پر کھل کر بحث کی اور ہر رشتہ کی اہمیت اور ضرورت کے مطابق حقوق وراثت متعین کیے، ذیل میں اس کا مختصراً جائزہ لیا جاتا ہے۔

قرآن اور اصول وراثت:

قرآن حکیم میں اصول وراثت کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے اور پھر حصص کی تعین و ترتیب بھی بیان کر دی گئی ہے جسکا مختصراً جائزہ حسب ذیل ہے۔

ا۔اصول وراثت:

> لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْكَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا. وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا.[۴۱]

> مردوں کے لیے حصہ ہے(میراث میں سے) جو چھوڑ مریں ماں باپ اور رشتہ دار اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس میں سے' خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، حصہ ہے مقرر شدہ، اور جب ورثہ تقسیم ہو رہا ہو اور یتیم اور رشتہ دار اور مسکین وہاں موجود ہوں تو انہیں کھلاؤ پلاؤ اور نرمی سے بات کرو۔

۲۔اولاد کے متعلق احکام:

یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ وَ اِنْ کَانَتْ وَاحِدَۃً فَلَھَا النِّصْفُ۔ ۴۲

اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت فرماتا ہے، ایک مرد کا حصہ برابر ہے دو عورتوں کے، پس اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لیے ترکے میں سے تیسرا حصہ اور اگر ایک ہو تو اُس کے لیے ترکہ کا نصف حصہ۔

۳۔والدین کے متعلق احکام:

وَ لِاَبَوَیْہِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنْ کَانَ لَہٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَہٗٓ اَبَوٰہُ فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ فَاِنْ کَانَ لَہٗٓ اِخْوَۃٌ فَلِاُمِّہِ السُّدُس۔ ۴۳

اور والدین میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ، جو ترکہ چھوڑا جائے اگر متوفی کی اولاد ہو، پس اگر اولاد نہ ہو اور صرف والدین ہی وارث ہوں تو والدہ کا تہائی حصہ، پس اگر اسکا بھائی ہو تو اس کی والدہ کا چھٹا حصہ ہے۔

۴۔زن وشوہر کے حصص:

وَ لَکُمْ نِصْفُ مَا تَرَکَ اَزْوَاجُکُمْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ کَانَ لَھُنَّ وَلَدٌ فَلَکُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصِیْنَ بِھَآ اَوْدَیْنٍ وَ لَھُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْتُمْ۔ ۴۴

اور تمہارے لیے آدھا ہے جو چھوڑ مریں تمہاری بیبیاں اگر اُن کی اولاد نہ ہو، اگر اُن کی اولاد ہو تو پھر تمہارے لیے چوتھا حصہ، وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد، اور ان کے لیے (زوجہ) چوتھا حصہ جو چھوڑا تم نے اگر تمہاری اولاد نہ ہو، لیکن اگر تمہاری اولاد ہو تو اُن کا آٹھواں حصہ۔

۵۔بہن بھائیوں کے متعلق احکام:

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَّ لَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَ اِنْ كَانُوْآ اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ.[۴۵]

اگر آدمی فوت ہو جائے اور اس کی اولاد نہ ہو، اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کو چھوڑے ہوئے ترکے کا نصف دیا جائے اور وہ وارث ہے اس کا اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو، اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو تیسرا حصہ دیا جائے اور اگر بہت سے بہن بھائی ہوں تو ایک مرد کو عورت سے دوگنا کے اصول پر حصہ دیا جائے۔

میراث کی اہمیت از روئے سنت نبوی:

نظام میراث کے متعلق اگرچہ صرف چھ آیات سورہ نساء میں ارشاد فرمائی گئیں ہیں، لیکن معلوم ایسے ہوتا ہے کہ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا، پھر آنحضرتؐ نے مزید وضاحت فرما کر اس علم کو سیکھنے اور عمل کرنے کی بہت تاکید فرما کر اسے نظام معاشرت میں اہم بنا دیا۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔

تعلموا الفرائض وعلموه فانهٔ نصف العلم وهو ينسٰى وهو اول شيءٍ ينتزع من امتي.

میراث کا علم سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ یہ آدھا علم ہے اور یہ بھلوا دیا جاتا ہے میری امت میں سب سے پہلے یہی علم اُٹھایا جائے گا۔[۴۶]

ایک اور جگہ آپؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ بعض لوگ تمام عمر اطاعتِ خداوندی میں گزارتے ہیں لیکن موت کے وقت وارثوں کو ضرر پہنچاتے ہیں ایسے شخصوں کو اللہ تعالیٰ سیدھا دوزخ میں پہنچا دیتا ہے۔[۴۷]

آپؐ کا ارشاد مبارک ہے۔

ألحقو الفرائض بأهلها، فمابقي فلأولىٰ رجلٍ ذكر.

مقررہ حصے ان کی مستحقوں کو دو اور جو باقی بچے وہ (میت کے) قریب ترین مرد

(رشتے دار) کا حصہ ہے۔[۴۸]

اسی طرح آپؐ نے واضح فرمایا کہ:

ان اللہ قد أعطی کل ذی حق حقہٗ فلا وصیۃ لِوارث.

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے، بنا بریں اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔[۴۹]

اسلام کا تصور وراثت اور عورت

اسلام عورت کو وراثت کے نہائت وسیع حقوق دیتا ہے، باپ سے، شوہر سے، اولاد سے اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے اس کو وراثت ملتی ہے، نیز شوہر سے اس کو مہر بھی ملتا ہے اور تمام ذرائع سے جو کچھ مال اس کو پہنچتا ہے، اس میں ملکیت اور قبض و تصرف کے پورے حقوق دیئے گئے ہیں۔[۵۰]

اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے ہر قانون کی طرح وراثت کا قانون بھی ہر پہلو سے کامل ترین قانون ہے جس میں کہیں بھی خواتین کو نظر انداز نہیں کیا گیا اور آیات میراث کے نزول کا سبب بھی خواتین کو ان کا حق دلانا تھا۔ چنانچہ مفسرین نے آیات میراث کا شان نزول یہ بیان کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے عہد میں ایک صحابی حضرت اویسؓ بن ثابت کا انتقال ہوا انھوں نے دو لڑکیاں ایک نا بالغ لڑکا اور ایک بیوی وارث چھوڑی مگر عرب کے قدیم دستور کے مطابق ان کے دو چچا زاد بھائیوں نے آکر ان کو محروم کر دیا اور پورے حال پر قبضہ کر لیا۔ اولاد اور بیوی کو کچھ نہ دیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک عورت مطلقاً مستحق وراثت نہ تھی خواہ بالغ ہو یا نا بالغ اس لیے بیوی اور دونوں لڑکیاں تو محروم ہوگیئں۔ لڑکا بوجہ نا بالغ ہونے کے محروم کر دیا گیا۔ لہذا پورے مال کے وارث دونوں چچا زاد بھائی بن گئے۔ حضرت اویسؓ بن ثابت کی بیوی نے یہ بھی چاہا کہ یہ چچا زاد بھائی جو پورے ترکہ پر قبضہ کر رہے ہیں۔ ان دونوں کے لڑکے ان لڑکیوں سے شادی بھی کر لیں تا کہ ان کی فکر سے فراغت ہو مگر انھوں نے یہ بھی قبول نہ کیا حضرت اویسؓ بن ثابت کی بیوی نے

رسول اللہ ﷺ سے اپنی اور اپنے بچوں کی بے حسی اور محرومی کی شکائت کی اس وقت چونکہ قرآن مجید میں آیت میراث نازل نہ ہوئی تھی ۔اس لیے نبی اکرم ﷺ نے جواب دینے میں توقف کیا آپؐ کو اطمینان تھا کہ وحی الٰہی کے ذریعے اس ظالمانہ قانون کو ضرور بدلا جائے گا ۔چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

للرجال نصیب.............مفروضاً .

مردوں کیلئے حصّہ ہے ۔اس مال میں سے جو چھوڑ گئے والدین اور قرابت والے اور عورتوں کے لئے حصّہ ہے۔ اسمیں سے چھوڑ گئے والدین اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت معین حصّہ ہے۔

اس کے بعد دوسری آیت وراثت نازل ہوئی جس میں حصّوں کی تفصیلات ہیں۔حضور اقدس ﷺ نے احکام قرآنی کے مطابق کل ترکہ کا آٹھوں حصّہ بیوی کو دے کر باقی سب مال مرحوم کے لڑکے ،لڑکیوں کو اس طرح تقسیم کر دیا کہ اس کا آدھا لڑکے اور آدھے میں دونوں لڑکیاں برابر کی شریک رہیں ۔اور چچا زاد بھائی بمقابلہ اولاد چونکہ اقرب نہ تھے اس لیے ان کو محروم کیا گیا ہے۔۵۱

اسلامی احکام کی رو سے ترکہ مورث کا وہ اثاثہ ہے جو اس کے قرض کی ادائیگی اور وصیت کے نفاذ کے بعد ورثا میں تقسیم ہوتا ہے۔لیکن وصیت ایسے شخص کے لئے شرعاً جائز نہیں جو اسکا حاجت مند نہیں ہے ،اس طرح ورثا کو نقصان پہنچا کر بھی وصیت کی اجازت نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مباح وصیت کو ایک تہائی ترکہ تک محدود کر دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ثلث اور ثلث بہت ہے۔رہا قرض اور نقصان رساں وصیت کے بارے میں تو خود خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

من بعد و صیۃیو صیٰ بھا اودین غیر مغّا ر و صیہ من اللہ.

اور بعد وصیت (نکالنے) کے جس کی وصیت کر دی جائے یا ادائے قرض کے بعد بغیر کسی کو نقصان پہنچائے یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے۔۵۲

وصیت میں ضرر رسانی یہ ہے کہ ایسے طور پر وصیت کی جائے جس سے مستحق رشتہ داروں کے حقوق تلف ہوتے ہوں اور قرض میں ضرر رسانی یہ ہے کہ محض حقداروں کو محروم کرنے کے لیے

آدمی خواہ مخواہ اپنے اوپر ایسے قرض کا اقرار کرے جو اس نے فی الواقع نہ لیا ہو یا اور کوئی ایسی چال چلے جس سے مقصود یہ ہے کہ حقدار میراث سے محروم ہو جائیں اس قسم کے ضرر کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ وصیت میں نقصان رسانی بڑے گناہوں میں سے ہے۔اور ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

> کہ آدمی تمام عمر اہل جنت کے سے کام کرتا رہتا ہے مگر مرتے وقت وصیت میں ضرر رسانی کر کے اپنی کتاب زندگی کو ایسے عمل پر ختم کر جاتا ہے۔جو اسے دوزخ کا مستحق بنا دیتا ہے۔۵۳ے

سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے۔

> كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَ كُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَ نِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْن. فَمَنْ م بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَاِنَّمَآ اِثْمُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهُ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. ۵۴ے

تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لئے معروف طریقہ سے وصیت کرے یہ حق حقیقی لوگوں پر پھر جنہوں نے وصیت سنی اور بعد میں اس کو بدل ڈالا تو اسکا گناہ ان بدلنے والوں پر ہوگا۔اللہ سب کچھ سنتا ہے اور جانتا ہے۔البتہ جس کو یہ اندیشہ ہو کہ وصیت کرنے والے نے نادانستہ حق تلفی کی ہے اور پھر معاملے سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان وہ اصلاح کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔رسول ﷺ نے فرمایا:

> عن عبد اللہ بن عمر و بن العاص ان رسول اللہ ﷺ قال العلم ثلثۃ وما سوی ذالک فھو فضل اٰیۃ محکمۃ او سنۃقآئمۃ او فریضۃ عادۃ.۵۵ے

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم دین تین چیزیں ہیں اور سوا ان کے فضول ہے۔(ایک آیت جو محکم ہو) یعنی منسوخ نہ ہو۔دوسری حدیث جو صحیح اور درست ہو۔تیسری ہر مسئلہ فرائض کا جن سے تقسیم ترکے کی انصاف سے ہو سکے۔

جہاں تک مرد کو عورت سے وراثت میں دُوگنا حصہ دینے کی بات ہے۔تو باہیں ہمہ شریعت اسلامیہ کے پورے قانون میں معاشی،معاشرتی اور قانونی ذمہ داریاں چونکہ زیادہ تر مردوں پر ہی عائد کر دی گئی ہیں اس لیے عورت کو مرد کے مقابلے میں اکثر اوقات نصف حصہ یا نصف رقبہ دیا گیا ہے۔مثال کے طور پر وراثت،دیت اور قانون شہادت وغیرہ میں عورت ہر جگہ مرد کے مقابلے میں نصف حصے کی مالک ہے۔مگر دیگر معاملات میں عورت کا درجہ زیادہ مساوی رکھا گیا ہے۔مثلاً علم وعمل اور اخروی اجر وثواب کے حصول میں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔جبکہ خدمت و اطاعت میں اولاد کے لئے والدہ کا درجہ زیادہ ہے۔اولاد میں سے دختری اولاد کی پرورش تربیت اور نگہداشت پر لڑکوں کی نسبت زیادہ اجر وثواب ہے۔علاوہ ازیں بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے عورت کا درجہ مرد سے بڑھا دیا ہے۔اس طرح شریعت نے دونوں کے مابین توازن اور اعتدال قائم رکھا ہے جو کہ صحت مند معاشرے کے لئے ضروری ہے۔۵۶

اور ویسے بھی احکام وراثت خالق کائنات کی طرف سے ہیں جن میں انسان کا عقل دوڑانا یا اختیار استعمال کرنا نہ صرف غیر ضروری بلکہ گناہ کی شکل میں سامنے آتا ہے بقول جمیل تھانوی کہ

میراث کا معیار فطری تعلق ہے جیسے اس تعلق میں انسان کے اختیار کو دخل نہیں اس کے حصول کے ہونے نہ ہونے اور کم زیادہ ہونے میں بھی انسان کو دخل نہیں۔۵۷

قرآن مجید کی وہ آیت بڑی خوفناک آیت ہے جس میں ان لوگوں کو ہیشگی کے عذاب کی دھمکی دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے قانون وراثت کو تبدیل کریں یا ان دوسری قانونی حدوں کو توڑیں جو خدا نے اپنی کتاب میں واضح طور پر مقرر کر دی ہیں لیکن سخت افسوس ہے کہ اسقدر سخت وعید کے ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں نے بالکل یہودیوں کی سی جسارت کیساتھ خدا کے

قانون کو بدلا اور اس کی حدوں کو توڑا۔اس قانون وراثت کے معاملے میں جو نافرمانیاں کی گئی ہیں وہ خدا کے خلاف کھلی بغاوت کی حد تک پہنچتی ہیں کہیں عورتوں کو میراث سے مستقل طور پر محروم کیا گیا کہیں صرف بڑے بیٹے کو میراث کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے کہیں سرے سے تقسیم میراث کے طریقے کو چھوڑکر" مشترک خاندانی جائیداد " کا طریقہ اختیار کیا گیا۔کہیں عورتوں اور مردوں کا حصّہ برابر کر دیا گیا☆ اور اب پرانی بغاوتوں کیساتھ تازہ ترین بغاوت یہ ہے کہ بعض مسلمان ریاستیں اہل مغرب کی تقلید میں " وفات ٹیکس "(Death Duty)اپنے ہاں رائج کر رہی ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ میت کے وارثوں میں ایک وارث حکومت بھی ہے۔جس کا حصّہ رکھنا اللہ میاں بھول (نعوذ باللہ) گئے تھے۔حالانکہ اسلامی اصول پر اگر میت کا ترکہ کسی صورت میں حکومت کو پہنچتا ہے، تو وہ صرف یہ ہے کہ کسی مرنے والے کا قریب و بعید رشتہ دار موجود نہ ہو اور اس کا چھوڑا ہوا مال تمام اشیاءمتروکہ(Unclaimed Properties) کی طرح داخل بیت المال ہو جائے۔۵۸

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک ایسا معاملہ جو نہ صرف قرآن و سنت سے ثابت ہے، بلکہ اس پرأمت کا اجماع ہے کہ عورت کا جائداد میں حصہ ہے،اور وراثت میں اسے اس کا حق دینا واجب ہے،سے درخوراعتناء کرنے والوں کی نہ صرف اخلاقی و ذہنی تربیت کرنی چاہیئے، بلکہ اس قانونی،مذہبی اور معاشی حق کی ادائیگی کے لئے عملی اور ٹھوس اقدامات کئے جائیں،اور عورتوں کو اس اہم حق سے دانستہ محروم رکھنے والوں کے خلاف خصوصی عدالتوں کے ذریعے دادرسی کی جائے۔

حوالہ جات

۱۔لوئیس معلوف، المنجد، دارالاشاعت کراچی،۱۹۹۱ء،ص:۸۹۵

۲۔موسیٰ خان، رابعہ اختر (مولفین)،اسلام میں حیثیت نسواں،دعا پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۰۴ء،ص:۲۳۳

۳۔ابن منظور،محمد بن مکرم،لسان العرب، دارصادر، بیروت،س۔ن،۱۰/۱۰۳

۴۔وحید الزماں، علامہ، انوار اللغۃ،مطبع شوکت الاسلام، بنگلور، انڈیا،۱۳۴۴ھ،کتاب الواؤ،۴/۳۳

۵۔اصفہانی، امام راغب،المفردات فی غریب القرآن،نور محمد کارخانہ کراچی،س۔ن،ص:۵۴۹

۶۔الفجر،۸۹: ۱۹

۷۔محی الدین،عبدالحمید، احکام المواریث فی الشریعۃ الاسلامیہ علی مذاہب الاربعۃ، داراحیاء الکتب العربیۃ،مصر،

۱۹۴۸ء، ص:۵

۸۔عبداللہ بن محمود، الاختیار لتعلیل المختار، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۵۱ء، ۸۵/۵

۹۔بگوی، ملک بشیر احمد، کلید وراثت، انجمن خدام الدین، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص:۱۳

۱۰۔اسلام میں حیثیت نسواں، ص:۲۳۴

۱۱۔کساندر الیلجین، سمعیہ خاور ممتاز، عورت، قانون اور معاشرہ، فواد عثمان خان اور سنبلہ فواد (مترجم)، شرکت گاہ، لاہور، پاکستان، ۱۹۹۶ء، ص:۲۰۴

۱۲۔عورت، قانون اور معاشرہ، ص:۲۰۶

۱۳۔ ایضاً، ص:۲۰۴

۱۴۔لغاری، عبدالقادر، تاریخ ڈیرہ غازی خان، انڈس پبلی کیشنز، ۱۲/۲

۱۵۔عورت قانون اور معاشرہ، ص:۲۱۰

۱۶۔دی مسلم، جولائی ۱۹۹۱ء

۱۷۔عورت قانون اور معاشرہ، ص:۲۱۳

۱۸۔دی مسلم، جولائی ۱۹۹۱ء، ص:۲۱۴

۱۹۔جہد حق، جلد ۱۳، شمارہ:۱۰، اکتوبر ۲۰۰۶ء، ص:۱۵

۲۰.Purdah and polygamy:A study in the social pathology of the Muslim society,P73

۲۱۔انٹرویو رابعہ بتول، ۲۰ مارچ ۲۰۰۷ء، بوقت 7:40

۲۲۔انٹرویو عزیز مائی، ضلع، راجن پور قصبہ محمد پور مورخہ ۱۵ فروری ۲۰۰۷ء، بوقت 11:50

۲۳۔انٹرویو نادیہ سعید، ۲۰ جنوری ۲۰۰۷ء، بوقت 5:45

۲۴۔ انٹرویو، سردار ذوالفقار کھوسہ، ڈی۔جی۔خان، ۱۲ مارچ ۲۰۰۷ء، بوقت 20:30

۲۵۔ڈیرہ غازی خان کے بلوچ قبائل میں عورت کا مقام تحقیقی جائزہ، مقالہ نگار۔رابعہ خان کھوسہ، سن ۲۰۰۲، ۲۰۰۳ء، ص:۱۰۹

۲۶۔انٹرویو، ایس۔ایس۔ٹی رہنواز خان، ۲۵ اپریل ۲۰۰۷ء، بوقت 1:25

۲۷۔انٹرویو، سنئیر ہیڈ ماسٹر نور محمد گوڈی، ۱۵ اپریل ۲۰۰۷ء، بوقت 11:35

۲۸۔انٹرویو، افیراں مائی۔ڈی۔جی۔خان، ۲۶ اپریل ۲۰۰۷ء، بوقت 12:50

۲۹۔انٹرویو:انجینئر ظفر بلوچ،اسسٹنٹ پروفیسر،یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ مینیجمنٹ سائنسز،کوئٹہ،۱۲فروری۲۰۱۰،بوقت 18:00

۳۰۔النساء،۴:۱۴

۳۱۔ذکاء اللہ، ذکائیہ، اشرف پریس لاہور، ۱۹۵۶ء، ص:۴۹۴

۳۲.The New Encyclopedia Britannica, MACROPAEDIA, Encyclopedia, Inc, U.S.A, 1998,21/643

۳۳.Customs and customary law in British India,P:263

۳۴.Jolly, Julius, Hindu law and custom, Kalidas Nag, greater India Socity, Calcutta,P:181)

۳۵۔جان ڈی مین، قانون و رواج ہنود، مولوی اکبر علی (مترجم) دارالطبع جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد دکن، انڈیا، ۱۹۴۱ئص:۷۴)

۳۶.Vaidya, K.K, Principles of Hindu Law, Bombay, 1930,,P:199

۳۷.Robinwitz, Jacob, The code of maimonides, New Haven Yale, University Press, London, 1949,2/365

۳۸۔بدران، ابوالعینین بدران، احکام الترکات والمواریث فی الشریعۃ الاسلامیۃ والقانون، ادارہ معارف، اسکندریہ،۱۹۶۴ء, ص:۱۶

۳۹۔The Code of Mamorides, 2/263

۴۰۔مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرور عالم، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ۱/۵۹۰

۴۱۔النساء،۴:۷، ۸

۴۲۔النساء،۴:۱۱

۴۳۔النساء،۴:۱۱

۴۴۔النساء،۴:۱۲

۴۵۔النساء،۴:۱۷۶

۴۶۔سنن ابن ماجہ، ابواب الفرائض، باب الحث علی تعلیم الفرائض، (۲۷۱۹)،۴/۱۱۰

۴۷۔سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی کراھیۃ الاضرار فی الوصیۃ،(۲۸۶۷)،۳/۱۱۳

۴۸۔ صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب میراث الجد مع الاب والاخوۃ، (۶۷۳۲)،۳/۷۵۱
۴۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی تضمین الصاریۃ، (۳۵۶۵)،۳/۲۹۷
۵۰۔ عورت اسلام کے آئینے میں، ص۲۰
۵۱۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارہ معارف اسلامیہ کراچی، ۱۴۰۲ھ، ۲/۳۱۰
۵۲۔ مصری، محمود شلتوت، علامہ، الاسلام عقیدہ وشریعت، نفیس اکیڈیمی، کراچی، ۱۹۸۶ء، ص:۲۷۱-۱۷۲
۵۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور ۱۹۸۴ء، ۱/۳۲۹
۵۴۔ البقرہ، ۲: ۱۸۰-۱۸۲
۵۵۔ سنن ابو داؤد، کتاب الفرائض، باب فی تعلیم الفرائض (۲۸۸۵)،۳/۱۱۹
۵۶۔ اسلام میں حیثیت نسواں، ص:۲۴۴
۵۷۔ تھانوی، جمیل احمد، مولانا، پوتے کی میراث، ایم ثناء اللہ، خان، لاہور، ۱۹۵۶ء، ص:۲۰
☆ ترکی میں مرد وعورت کو وراثت میں برابر کا شریک قرار دیا گیا ہے۔
۵۸۔ تفہیم القرآن، ۱/ ۳۳۰